یہ لاؤڈ بھی پاس کی گفتگو ہے کہ قرآن میں آیا ہے کہ انصتوا۔

THE MESSENGER
پندرہ روزہ
پیغامبر
اسکاربرو کینیڈا
مدیر: سہیل اختر

۲۱ جولائی ۱۹۸۴ء

غیر جماعتی انتخابات میں امیدوار
پارٹی کے منشور کے تابع نہیں ہونگے

سینگل صاحب کے پاکستان میں سرحد میں ... نمائندہ ہیں۔ انہوں نے حال ہی میں سرحد کا دورہ کیا ہے وہاں دس دن رہے ہیں۔ اور جناب ولی خان کے آئندہ انتخاب پسند رفقاء کو اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ اگرچہ ولی خان صاحب نے بزنجو صاحب کا نام اپنے خط میں خود کو پاکستان کے لئے وفاقی نظام کو حامی قرار دیا ہے اور مسلم لیگ کی ۱۹۴۵/۱۹۴۶ء کی قرارداد کی بھی حمایت کی ہے لیکن ان کے سابقہ بیانات اس بات کے مظہر ہیں کہ ان کی کوئی بھی رائے قطعی اور حتمی نہیں ہوتی۔ وفاقی طرز حکومت کی ان کی حمایت کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ فوج میں صوبہ سرحد کو ایک خاص مقام حاصل ہے جو ان کی آبادی کی نسبت زیادہ ہے۔

فنڈز خرچ ہو رہے ہیں وہ مرکز نے ہی مہیا کئے ہیں حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ سوئی گیس اور بجلی کے ریونیو کا حصہ یہ صوبہ اپنی صوبوں کو دیتا ہے۔ فرض کیجئے خدانخواستہ یہ صوبے الگ ہو جاتے ہیں تو یہ اپنی گیس اور بجلی کا کیا صرف ڈھونڈیں گے جب صارفین (پنجاب) نہیں ہوں گے تو ریونیو کہاں سے آئے گا۔ فرض بھی حالات ہیں جو انہیں "مکمل علیحدگی" سے باز رکھ رہے ہیں۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ یہ صوبے اپنی اس پوزیشن کو سیاسی بازی کے لئے استعمال کر رہے ہیں اور صدر مملکت اس کے لئے تیار نہیں۔

پاکستان میں انتخابات کی منزل اب دور نہیں

ایم بی سکندر

اس خلوص اور لگن سے ان کے بعد چلانے والا کوئی نہیں خاص طور پر اس صورت میں کہ ...

سیاست دانوں اور عوام کا انتخاب پر اصرار آخر کار ایک واضح شکل اختیار کر رہا ہے اور ...

عراق ایران جنگ
پاکستان کے دروازے تک پہنچ چکی ہے

م۔ ب۔ س

(باقی صفحہ ۲ پر)

بقیہ: انتخابات

لگایا کہ اس وقت کی سرحد اور بلوچستان کی حکومتیں ہر قدم ایک غیر ملکی طاقت کے اشارہ پر اٹھاتی ہیں۔ اس بلوچ تنظیم نے غیر ملکی طاقت سے امداد طلب کی اور کراچی کے جیل مشن کا ہار نے بھی عدیلت کے حصول کے لالچ میں اس امداد میں حصہ لیا۔ سردار بگٹی نے اس بات کا اعتراف کیا کہ وہ خود اس تنظیم کے خزانچی تھے جو منصوبہ انہوں نے بنایا وہ یہ تھا کہ بنگلہ دیش میں گڑبڑ ہوتے ہی بلوچستان میں بھی گڑبڑ شروع کر دی جائے اور اس کے لئے بیس ہزار گوریلوں کے لئے ہتھیار بھی حاصل کر لئے تھے۔ لیکن یہ بلوچ تنظیم اندرونی اختلافات کی وجہ سے یہ آپریشن شروع نہ کر سکی۔ سردار بگٹی نے کہا تھا اس وقت غیر ملکی اسلحہ کے بڑے بڑے ذخائر اور ٹرانسمیٹر ملک میں موجود ہیں۔ اور مجھے یہ علم ہے کہ یہ ذخیرے کہاں کہاں ہیں۔ اگر بلوچستان کی موجودہ حکومت مستعفی ہو جائے اور سپریم کورٹ کے جج کے ذریعے تحقیقات کرائی جائے اور میرے یہ الزامات غلط ثابت ہوں تو میں اس کے لئے تیار ہوں کہ مجھے عمر قید کی سزا دی جائے۔ عراقی سفارتخانے سے برآمد ہونے والا اسلحہ اس اسلحہ کا ۵ یا ۱۰ فیصد ہو گا جو پاکستان کو ختم کرنے کے لئے ایک ملکی طاقت باہر سے بھیج رہی ہے۔

ان کی یہ تقریر ڈھائی گھنٹے تک جاری رہی جس میں محب وطن پاکستان کے بہی خواہوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے اور اس سے آج کی کاروائیوں کا پس منظر بھی واضح ہو جاتا ہے۔

پاکستان کے جو لوگ اسے محض محرومی یا حقوق کا معاملہ سمجھتے ہیں وہ غلط فہمی کا شکار ہیں۔ آج جبکہ ایک سپر پاور پاکستان کے دروازے پر دستک دے رہی ہے اس پس منظر کے کردار کیا کچھ نہیں کر سکتے۔ بلوچستان میں آج ایک ایسی محب وطن جماعت کی ضرورت ہے جو دو قومی نظریہ پر مکمل یقین رکھتی ہو۔ اور ان خیالات کا توڑ ثابت ہو سکے۔ سیاسی پارٹیوں پر پابندی کی وجہ سے بلوچستان کے ان رجحانات کا چاہے ایسے لوگ اقلیت میں ہی کیوں نہ ہوں توڑ نہ ہو سکا۔ بدقسمتی کے فروغ میں چونکہ وقت نہیں لگتا۔ اس لئے اس وقت بھی اس کا علاج سیاسی آزادیوں کے سوا اور کچھ نہیں

سردار محمد اکبر بگٹی کا یہ بیان ۱۷ر فروری ۱۹۷۳ء کو لاہور کے اخبارات نوائے وقت، پاکستان ٹائمز، مساوات، امروز، جمہور اور وفاق میں جستہ جستہ اور مکمل شکل میں بھی رپورٹ ہوا ہے۔

قارئین کو یاد ہو گا کہ مارچ ۱۹۷۱ء کو نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی میں ہی بلوچستان کے لیڈر شامل تھے۔ این ڈی پی کے لیڈر جناب شیر باز مزاری ان انتہا پسند لیڈروں سے تنگ تھے چنانچہ انہوں نے ان کے مطالبات مسترد کر دئے تھے جو کہ قابل غور ہے (۹/۳/۱۹۷۱ء کے اخبارات) انہوں نے ان کے مطالبات بیان کرتے ہوئے کہا وہ ایسی تبدیلیاں چاہتے ہیں جو ملکی مفادات کے منافی ہیں۔ مثلاً قرآن و سنت کے مطابق قوانین بنائے جانے کی شق کو حذف کر دیا جائے۔ صوبوں کو علیحدگی کا اختیار دیا جائے قومی اسمبلی میں سب صوبوں کی برابر نمائندگی۔ روس اور سوشلسٹ ملکوں سے خصوصی تعلقات پر اصرار اور چار قومیتوں اور چار زبانوں کے مطالبات شامل ہیں۔ مسٹر مزاری نے کہا کہ ہمیں یہ شقیں ہرگز قبول نہیں۔ ہم صوبائی خود مختاری کی نہیں بلکہ صوبائی حقوق کی بات کرتے ہیں۔

جب دسمبر ۱۹۷۹ء میں روس نے افغانستان پر حملہ کیا تھا تو مسٹر بزنجو نے اپنی پارٹی پی این پی کی طرف سے اس حملہ کا خیر مقدم کیا تھا۔ اس وقت تک وہ این ڈی پی سے الگ ہو کر اپنی پارٹی بنا چکے تھے۔ اس وقت بھی علیحدگی کا رجحان خطرناک تھا اور موجودہ حالات میں تو یہ اور بھی مہلک ہے اس کا توڑ فوجی ایکشن سے نہیں کیا جا سکتا۔ بھٹو مرحوم اسے آزما چکے ہیں اور اب فوج کشی کرنا اور بھی خطرناک ہوگا۔ اس کا علاج پارٹی انتخابات کے ذریعے ایسے لوگوں کو اوپر لانے سے ہو سکتا ہے جو ملک کی یکجہتی پر یقین رکھتے ہوں پارٹیوں کو اپنے منشور، نظریہ پاکستان پر یقین رکھنے کا حلف لینے پر مجبور کیا جائے اور ان سے اس بات کا عہد لیا جائے کہ وہ علیحدگی کے نام پر ووٹ نہیں مانگیں گے۔ اور منتخب ہونے پر اس پر اصرار کریں گے۔ اور اگر وہ ایسا کریں گے تو انہیں رکنیت سے محروم کر دیا جائے گا۔ اس دوران سیاسی سرگرمیوں سے پابندی اٹھا لی جائے اور محب وطن جماعت والوں کو موقع دیا جائے کہ وہ میدان میں آ کر ایسے عناصر کا دلائل سے قلع قمع کریں۔ چھوٹے صوبوں کی حالیہ تشویش حکومت کے نیک عزائم کا واضح ثبوت ہے۔ اگر سیاسی آزادیوں کے ساتھ اس کے تسلسل کا یقین دلا دیا جائے تو حالات بہتر ہو سکتے ہیں، لیکن سب سے پہلا قدم یہ ہے کہ لوگ خود کو آزاد محسوس کریں اور اقتدار میں خود کو شریک سمجھیں۔

ان اندرونی خطرات سے قطع نظر جو چھوٹے صوبوں کی بے اطمینانی کی صورت میں پاکستان کو درپیش ہیں، وطن عزیز مغربی سرحد پر روس اور مشرقی سرحد پر بھارت کی طرف سے خطرہ بھی ہے کے علاوہ اب خلیج کے معاملات میں بھی بری طرح الجھ چکا ہے۔ آبنائے ہرمز کی بندش سے خود پاکستان کو تیل فراہم کرنے کی راہ میں رکاوٹ پڑ سکتی ہے جس پر اس کی معیشت کا بیشتر انحصار ہے۔ پاکستان سعودی عرب کے تیل کی فراہمی کو محفوظ بنانے کے لئے بھی ذمہ دار ہے پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان ایک دفاعی معاہدہ موجود ہے جو شاید ایسے ہی حالات کے پیش نظر کیا تھا۔ امریکہ، سعودی عرب اور پاکستان کی مثلث میں پاکستان افرادی قوت مہیا کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ امریکہ نے جدید اسلحہ دیا ہے اسے استعمال کرنے کی ٹریننگ کے لئے سعودی آرمی کو کم از کم چھ ماہ کی مدت درکار ہے لیکن پاکستانی آرمی کے افراد بہتر صلاحیتوں کی وجہ سے اسے کم وقت دینے میں بروئے کار لا سکتے ہیں جس طرح انہوں نے ایف ۱۶ کے بارے میں اپنی صلاحیتوں کو ثابت کیا تھا۔ امریکہ اسی بل بوتے پر سعودی عرب کو جدید ترین اسلحہ فراہم کر رہا ہے اور اسے آبنائے ہرمز کو کھلا رکھنے میں اتنی دلچسپی ہے کہ اس نے اس بارے میں اسرائیل کے اقدامات

بقیہ صفحہ ۲۴ پر

Automotive Industry's Influence on Conversion

The preeminent position of the automotive industry in conversion to metric measurement was underscored in an address to the American Society of Agricultural Engineers by Page L. Bellinger, Manager of Engineering Standards for the multinational manufacturer, Deere & Company.

"In both the U.S. and Canada, the automotive industry has had the greatest single influence on the metric transition in manufacturing. Since their principal suppliers also supply our industry, the transition has been made somewhat easier for us in some areas. The Ford Escort and new General Motors cars are well-accepted metric products. General Motors' metric J-car series was planned to be manufactured in 11 locations in eight countries . . . and that would have been virtually impossible on an inch basis."

Big Savings for Big Companies

Metric conversion has meant big savings for big companies, says the American National Metric Council:

- IBM saves \$2 to \$5 million a year by using metric position dimensioning in two computer software items.
- General Motors saves \$1.6 million a year by using metric in resizing and reducing the variety of electric wire.
- Caterpillar saves \$900 000 to \$1.6 million a year through eliminating redesign in overseas plants, reduced numbers of steel sizes, and lower inventories.
- Dupont saves \$200 000 annually by changing the packaging of one product to metric.

پیغامبر
The Messenger

سچی باتیں

کرنیں

خالصتان کے مطالبے
میں
ہم سکھ برادری کے
ساتھ ہیں

ادارہ پیغامبر

Ministry of
Commerce
Robert E
William

پیغامبر کی جانب سے دئے گئے عید ملن پارٹی میں حاضرین نے اس تصویر کو دیکھ کر بے اختیار چند عنوانات دے دئے، ہم قارئین کی دلچسپی کیلئے ان عنوانات کو پیش کر رہے ہیں۔

"عید کا دن ہے گلے آج تو مل لے ظالم، رسمِ دنیا بھی ہے موقع بھی ہے دستور بھی ہے۔"

"مجھے ہے حکمِ اذاں ....!"



"میں رو رہا ہوں تم ہنس رہے ہو، میں مسکرایا تو کیا کروگے"۔

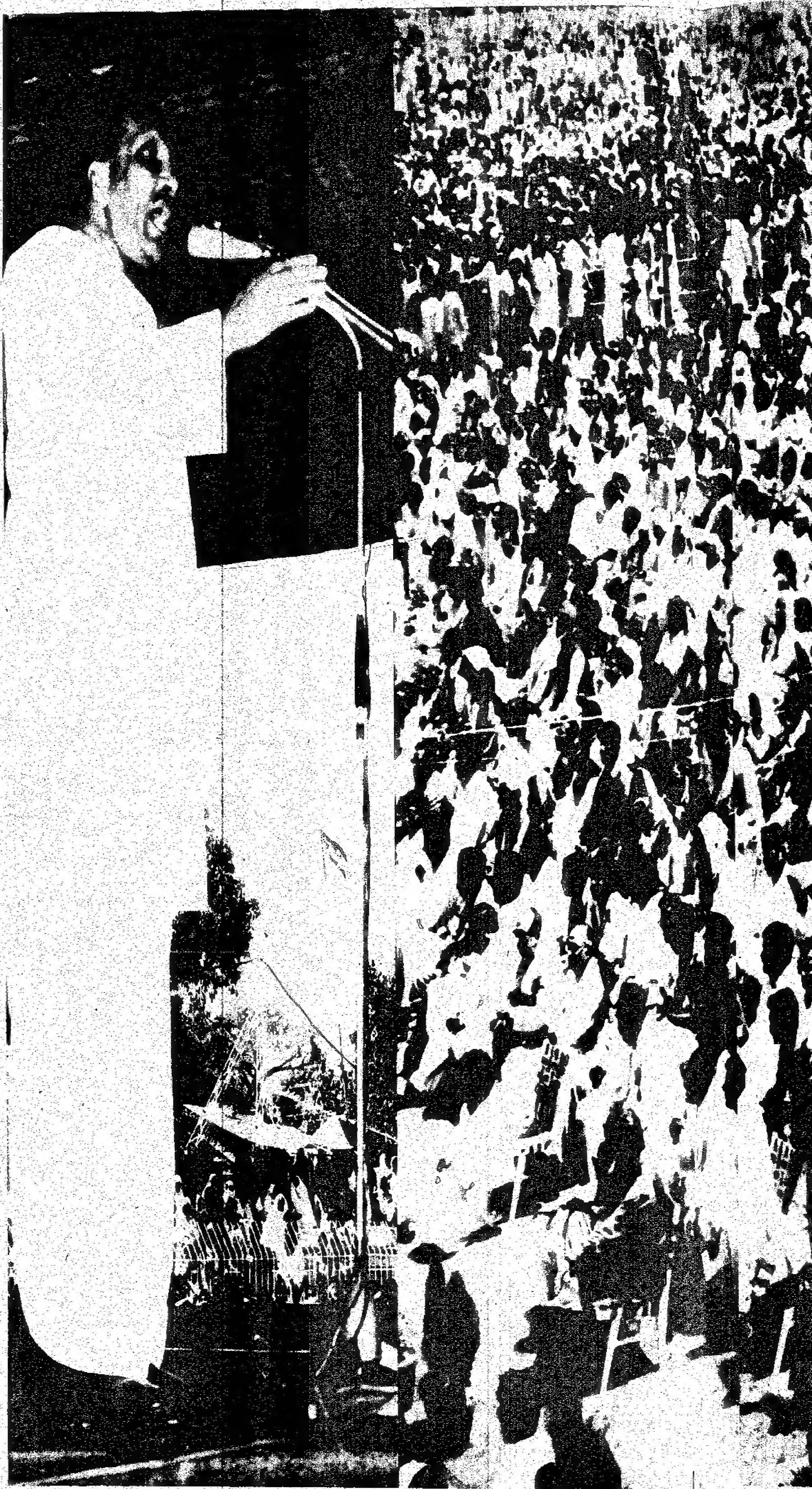
"پڑا فلک کو کبھی دل جلے سے کام نہیں، جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں"

"احساسِ غیرت کمار ہا شہر میں ترے، اک بات ہو کوئی تو اسے درگزر کریں"۔

"قلابہ زمیں میرے شیون سے ٹوٹ جائے، نال

"PPP : Powerfull president of Pakistan."

"بے وفا ہیں صنم آج کل کے ۔ ہار دیتے ہیں ڈنڈا اچھل کے۔"



"جو کچھ بھی ہو خدا کی قسم لاجواب ہو"

"ہاں دیکھ دکھا دے اے فلک اور بھی کیا ۔ آنکھوں آنکھ بدلتے ہوئے موسم کا سماں دیکھ۔"

"چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات"

"نیا بسمل ہوں میں واقف نہیں رسمِ شہادت سے ۔ بتادے تو ہی اے ظالم تڑپنے کی ادا کیا ہے۔"

"...ٹ جائے ۔ نالہ جو میں کروں تو فلک جھٹ سے ٹوٹ جائے۔"

خصوصی رپورٹ :



مہاراشٹر میں تاریخ کے بدترین مسلم کش فسادات میں مصدقہ اطلاعات کے مطابق کئی سو سے زائد مسلمان جاں بحق اور لاتعداد زخمی اور بے گھر ہو گئے۔ بائیں طرف کی تصویر بھیونڈی کے ایک علاقے کی ہے جو فسادات میں تباہ و برباد ہو گیا۔ مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شیواجی راؤ دیش مکھ اس تباہ شدہ علاقے کو دیکھ رہے ہیں۔ دائیں طرف لوگ اپنے مکانوں سے اس تباہی کا نظارہ کر رہے ہیں۔

بھیونڈی کے مسلمانوں کو کس طرح لوٹا مارا گیا؟

• شاہد مسعود •

بھارت کے صوبہ مہاراشٹر میں بھیونڈی اور تھانہ کے علاقوں میں مسلم کش فسادات کئی روز سے جاری ہیں۔ جن کی سنگینی اور بہیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ علاقہ کو فوج کے حوالے کر دینے کے بعد بھی آتش زنی اور قتل عام جاری ہے۔ ۲۰۰ مسلمانوں کو زندہ جلایا جا چکا ہے۔ ۱۰۰۰ افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھے جن کی بھاری اکثریت مسلمان ہے۔ گرفتار ہونے والے بھی زیادہ تر مسلمان ہیں۔ اور ۶ ہزار بے خانماں ہونے والوں میں بھاری اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بھیونڈی کے مسلمانوں کو پورے منصوبہ کے ساتھ تباہ و برباد کر دیا گیا ہے۔ چند برسوں پہلے یہ کوششیں کامیاب نہ ہو سکی تھیں۔ صرف ۵ سو مسلمان شہید کر دیئے گئے تھے۔ ملگاؤں کے علاقے میں ایک انسپکٹر کے حکم سے اس وقت ایک بیوہ کے بچوں کو جلا کر اس کی آنکھوں کے سامنے خاکستر کر دیا گیا۔ یہ خاتون ہاجرہ بیگم اس سے تحفظ مانگنے گئی تھی۔ انسپکٹر پولیس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ بچوں کو جلتے گھر میں پھینک کر بند کر دیں۔ اور وہ خاتون کو پکڑے رہا تاکہ وہ بچوں کو واپس نہ لا سکے۔ آج اس قصبے میں ان واقعات کو وسیع پیمانے پر دہرایا گیا ہے اور ۲۰۰ مسلمان زندہ جلا دیئے گئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے علاقے میں سبز پرچم لہرایا تھا جس کو شیو سینا کے کارکنوں نے زبردستی اتار ناچاہا اور بات بڑھ گئی۔ مگر بات اتنی معمولی نہیں ہے۔ فسادات کے لئے پہلے ہی سے راہ ہموار کی جاتی ہے اور اس کا پورا منصوبہ بنا کر بہانہ تلاش کیا جاتا ہے۔ فسادات بھارت کی زندگی کا ایک حصہ بن چکے ہیں جس پر اکثریت کو فخر ہے۔ اسکولوں میں اس کی تعلیم نصاب اور آر ایس ایس کی طلبہ تنظیموں کے ذریعے دی جا رہی ہے جس کو آج ۳۰ سال ہو چکے ہیں۔ نہ کبھی اس میں ترمیم ہوئی حالانکہ قومی یکجہتی کونسل کی قرار دادوں کا ایک انبار لگ چکا ہے لیکن حکومت نے دانستہ کبھی ان پر عمل نہ کیا۔ بھارت میں اشوک کے عہد پر بڑا فخر کیا جاتا ہے اور اس کے امن چکر کو پرچم میں جگہ بھی دے رکھی ہے لیکن عمل آج بھی برہمن کی چکی اور درندگی پر ہوتا ہے۔ جب اشوک کے پیرو بودھوں کو منظم قتل عام کر کے اس مذہب کو ملک بدر کر دیا گیا تھا کیونکہ بودھ مذہب درحقیقت برہمنی سنگدلانہ نظام کے خلاف کامیاب بغاوت تھی۔

ہندو تعصب کا ذہن جگہ جگہ جو جی کے آنند مٹھ اور بندے ماترم سے شروع ہو کر رہا تھا گاندھی کے پیکٹ پر شباب کو پہنچا اور اس نے مسز گاندھی کے عہد میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ جو احمد آباد، مراد آباد، علی گڑھ، جمشید پور سے لے کر آسام تک ثبت ہو چکے ہیں۔ اور اب اجمیر کے دیوکانند آریہ سماج کانفرنس سے دھوم رکھتا تھا جو پروگرام مسز گاندھی نے گزشتہ اگست میں شروع کیا تھا اس پر عمل کی پہلی منزل بھیونڈی اور تھانہ کا علاقہ ہے۔ ۱۹۸۰ء میں اسی دوران جگلور کے ولن والس نے لکھا تھا کہ اقتدار کی ہوس میں مسز گاندھی نے ہندو فاشسٹ عسکری تنظیموں آر ایس ایس، شیو سینا اور مہابیر دل سے رابطے قائم کر رکھے تھے۔ اسی زمانہ میں دہلی کو انٹرویو دیتے ہوئے سابق مرکزی وزیر مہیم وتی نندن بہوگنا نے کہا تھا کہ مسز گاندھی مراد آباد اور دوسری جگہوں پر پولیس کی حمایت کرنے کے لئے پولیس کو ہر جگہ اور ہر موقع پر قتل عام کا موقع دے رہی ہیں۔ بنارس سے کے فسادیرپا پر بیٹا، بہن اور مسز گاندھی

بگوڑ کی رپورٹ میں بھی یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ پولیس نے لوٹ مار میں خود حصہ لیا ہے۔ میرٹھ کی سرکاری رپورٹ میں سپریم کورٹ کے سابق جج کرشنا آئر نے لکھا تھا کہ پولیس نے اس تنگ گلیوں میں گھس کر جہاں مسلمان تحفظ کے لئے جمع تھے گولیاں چلائیں اور مردوں کو بے دردی سے ہلاک کیا۔ الٰہ آباد میں سپرنٹنڈنٹ پولیس جیپال سنگھ کے خلاف خود وزیر داخلہ کا بیان بہت واضح تھا کہ وہی اصل مجرم ہیں۔ بہار شریف میں جن مسلمانوں کو سرکاری طور پر کیمپوں میں منتقل کیا گیا تھا ان خانماں برباد لوگوں کو سردیوں میں بھی کمبل فراہم کرنے سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ایس کے لال نے انکار کر دیا تھا۔ حکومت سے مسلمانوں کو یہ شکایت رہی کہ اس نے مطلع کئے جانے پر بھی تحفظ کا بر وقت انتظام نہیں کیا۔ پولیس اور آر ایس ایس کے خلاف مسلمانوں کے علاوہ بہت سے ممبران پارلیمنٹ اور صحافیوں کے بیانات سے اخبارات بھرے پڑے ہیں۔ ان میں احمد آباد کے سلسلے میں ایڈیٹر اجیت بھٹا چاریہ صحافی کرس ماتھو، پروفیسر غانیج، بے رسے جبل پور فساد پر ممبران مکرجی، محبوب بخش گجا ممبران پارلیمنٹ راجی و جمشید پور پر فرینک انتھونی اور مکرجی، مراد آباد پر سوشیل بھٹا چاریہ اجیت کمار ساد ھا محمد اللہ ممبران پارلیمنٹ اور صحافی و یشید رستاگی اور علی گڑھ پر جے پال سنگھ کشیپ اور رام تہور ممبران پارلیمنٹ کے بیان موجود ہیں لیکن مسز گاندھی نے کسی پر توجہ دینے کی ضرورت محسوس نہ کی کیونکہ فسادات ان کے اپنے منصوبے کے مطابق ہو رہے تھے اس کا مقصد بہت واضح تھا کہ مسلمانوں پر حملے کر کے انہیں بے گھر اور بے عزت کر کے اتنا خوفزدہ کر دیا جائے کہ وہ کانگریسی حکومت کے اشاروں پر ناچنے لگیں۔

ٹیلیگراف کلکتہ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۸۴ء کو ایک انٹرویو میں جنتا پارٹی کے صدر چندر شیکھر نے ان فسادات کا جو تجزیہ کیا ہے اس سے بھارتی لیڈروں کے ذہن کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں پرانے لوگ جو بٹوارے کے وقت موجود تھے ان کا ضمیر انہیں ملامت کرتا ہے۔ اس لئے وہ کسی چیز پر زور نہیں دیتے تھے لیکن نوجوان نسل کا مسلمان سمجھتا ہے کہ یہ ان کی ذمہ داری نہیں اس لئے ان پر الزام غلط کیوں لگایا جا رہا ہے جب وہ اپنے حقوق کے لئے لڑتے ہیں تو ہندو اسے چیلنج سمجھتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ قومی دھارے میں آنے کو تیار نہیں۔ لیکن بدقسمتی سے قومی دھارے کا مطلب ہمیشہ ہندو ثقافت و روایات ہی کو سمجھا گیا ہے اور یہی انتشار کا سب سے بڑا سبب ہے۔

مسٹر چندر شیکھر نے اسی ۱۳ جنوری کے انٹرویو میں ٹیلیگراف کلکتہ سے واضح کیا کہ فرقہ واریت دراصل سیاسی نظام کے شکنجہ بحران کا مظہر ہے۔ درنظر یہ اصل حقیقت سے منہ موڑتے ہیں کہ ہندوستان میں قومیت کا تصور ہی غیر حقیقی غیر منطقی اور ہندو عصبیت پر مبنی ہے جس نے کبھی غیر ہندو ثقافت اور روایات کو تسلیم نہیں کیا۔

تحقیقاتی کمیشن کا فریب

دنیا کو خصوصاً عالم اسلام کو بیوقوف بنانے کے لئے ہر بار تحقیقاتی کمیشن مقرر کئے گئے لیکن نہ تو اس کی رپورٹ کبھی عوام یا ایوان پارلیمنٹ کے سامنے آئی اور نہ حکومت نے کبھی اس پر کوئی قدم اٹھایا۔ ان رپورٹوں میں احمد آباد کے مدن کمیشن رپورٹ میں آر ایس ایس اور پولیس و انتظامیہ

کو حصہ دار ٹھہرایا گیا۔ جمشید پور کمیشن کی رپورٹ میں کھل کر آر ایس ایس اس کے ایم ایل اے صاحبان اور سربراہ بالا صاحب دیورس پر فساد کی پوری ذمہ داری ڈالی گئی اور پولیس و انتظامیہ کی نااہلی اور فرائض میں کوتاہی کو تسلیم کیا گیا ہے۔ الٰہ آباد اور علی گڑھ رپورٹوں میں بھی انتظامیہ پر ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ اس کا مقصد بہت واضح ہے کہ مسلمانوں پر حملے کر کے ان کو اتنا مجبور و بے کس اور بے بس کر دیا جائے کہ ان کا وجود بھی باقی نہ رہے۔

ابھی حال ہی میں مراد آباد فسادات کی رپورٹ جسٹس سکسینہ نے حکومت کو بھیجی ہے جسے الٰہ آباد کے نادرن پتریکا نے تلخیص کر کے شائع کیا ہے جس کے بعد اب کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ پولیس اور انتظامیہ نے مسلمانوں کو جگہ جگہ تباہ و برباد کرنے کا منصوبہ بنایا جس میں مسز اندرا گاندھی اور ان کی حکومت نے پوری طرح مدد کی۔

مسلمانوں کے خلاف انتہائی اشتعال انگیز اور علانیہ بے بنیاد الزامات سے لبریز فضا میں جب حکومت نے ہائی کورٹ کے ایک ریٹائرڈ جج مسٹر ایم پی سکسینہ کو ایک نفری کمیشن کی حیثیت سے تحقیقات پر مامور کیا تو عام طور پر یہ محسوس کیا گیا تھا کہ کمیشن شاید حالات کو صحیح طور پر جانچنے پرکھنے کی پوزیشن میں نہ آ سکے۔ اس احساس کی بنیاد غالباً یہ بھی تھی کہ پی اے سی، پولیس اور انتظامیہ کے ہاتھوں انتہائی بدترین حالات سے گزرنے کے بعد مسلمان اس پوزیشن میں نہیں رہ گئے تھے کہ وہ پوری جرأت و ہمت کے ساتھ کمیشن کو حقائق سے باخبر کر سکتے۔ علاوہ ازیں کمیشن کے کام شروع کرنے سے قبل پولیس، پی اے سی اور انتظامیہ کے ذمہ داروں کو اپنے جرائم کے ثبوت تلف کرنے اور مظلوموں کو ڈرا دھمکا کر اپنی زبان بند رکھنے پر مجبور کرنے کا کافی موقع بھی مل چکا تھا۔ غالباً اسی بنیاد پر ابتدا میں مسلمانوں کی طرف سے کمیشن کے بائیکاٹ کا فیصلہ بھی کیا۔

اب نادرن انڈیا پتریکا لکھنؤ کی ایک اطلاع کے مطابق سکسینہ کمیشن نے ایک ماہ قبل اپنی رپورٹ حکومت کو پیش کر دی ہے جس میں دیگر باتوں کے علاوہ پولیس، پی اے سی اور ضلع انتظامیہ کے رویہ پر خاص تنقید بھی کی گئی ہے۔ معاصر نادرن انڈیا پتریکا کے مطابق کمیشن کو اس بات کا واضح ثبوت مل گیا کہ عیدگاہ میں موجود عورتوں اور بچوں سمیت معصوم اور غیر مسلح افراد کی ایک بڑی تعداد کے قتل کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ علاوہ ازیں یہ نتیجہ بھی اخذ کیا گیا ہے کہ فسادات کو روکا جا سکتا تھا لیکن ضلع مجسٹریٹ اور ایس ایس پی صورت حال کو سنبھالنے میں ناکام رہے۔ ریاستی حکومت کے مطابق پولیس اور پی اے سی کی فائرنگ میں عمومی طور پر ایک سو چالیس افراد ہلاک ہوئے اور ایک سو پچاسی افراد اب تک لاپتہ ہیں اس طرح ہلاک شدگان کی مجموعی تعداد ۳۲۹ تک پہنچ جاتی ہے۔ لیکن مراد آباد کے مسلمانوں کے نزدیک ایک ہزار سے زیادہ ہے۔ جیسا کہ یوپی اسمبلی میں اعظم خاں نے وزیر اعلیٰ کو چیلنج کرتے ہوئے بتایا تھا۔ معاصر نادرن انڈیا پتریکا نے اس رپورٹ کے تعلق سے جو انکشافات کئے ہیں ان میں کسی طرح کی کوئی ترمیم آ گئی نہیں کی گئی ہے۔ اگر واقعتاً ایسا ہی ہے تو یہ زیر غور

حقائق سے اب انکار کرنا ممکن نہ ہوگا۔

۱۔ یہ کہ ۱۳ اگست کو مراد آباد کی عیدگاہ میں نہتے اور معصوم مسلمانوں پر اندھا دھند فائرنگ ایک منصوبہ بند سازش کا نتیجہ تھی اور یہ سازش خواہ کسی نے بھی تیار کیوں نہ کی ہو اسے عملی جامہ پہنانے والے پولیس اور پی اے سی کے وہ لوگ ہی تھے جن کے کندھوں پر امن و امان برقرار رکھنے کی ذمہ داری ڈالی گئی تھی اور جنہیں عام طور پر قانون کا محافظ تسلیم کیا جاتا ہے۔

۲۔ پولیس انتظامیہ اور انٹیلیجنس کے ذمہ دار نہ صرف یہ کہ اس سازش کا پتہ لگانے میں ناکام رہے بلکہ انہوں نے جان بوجھ کر یا انجانے میں وہ رویہ اختیار کیا جو فسادیوں کی حوصلہ افزائی کا سبب بنے۔ یہ لوگ عملاً نہ صرف یہ کہ اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں ناکام رہے بلکہ اپنے عمل یا بے عملی کے ذریعے آبادی کے مظلوم و مجبور حصے کی مظلومیت میں اضافہ کا سبب بھی بنے۔

۳۔ انتظامیہ کے اعلیٰ افسران نے قتل و غارت گری کے واقعات کو چھپانے اور حکومت ہی نہیں بلکہ پورے ملک کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ اپنے اس طرز عمل سے انہوں نے ان لوگوں کے ہاتھ مضبوط کئے جو ہاتھ دھو کر مسلمانوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور ان کے خلاف مختلف عنوانات سے مسلسل شرانگیز مہم چلاتے رہتے ہیں۔

۴۔ جن اخبارات و جرائد نے اس موقع پر پیٹرو ڈالر یعنی عرب ممالک کی مالی امداد کے سہارے ملک میں عدم استحکام کی کیفیت پیدا کرنے اور ایک نئے پاکستان

کی تشکیل کے منصوبے جیسی شرانگیز اور قطعاً بے بنیاد خبریں شائع کی ہیں انہوں نے جان بوجھ کر عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کی تھی اور ان کا یہ طرز عمل فرقہ وارانہ منافرت کو ہوا دینے میں معاون بھی بنا۔ اب جبکہ سکسینہ کمیشن کی رپورٹ میں مبینہ طور پر فساد کی منصوبہ بند نوعیت کو تسلیم کر لیا گیا ہے تو پریس کونسل اور حکومت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان اخبارات و جرائد کے خلاف سرگرمی سے کارروائی کریں۔ ہم صحافتی آزادی کو انتہائی شریک کے ساتھ فرقہ واریت کو بڑھانے اور ملکی آبادی کے ایک حصے کے خلاف بدگمانیاں پیدا کرنے کے لئے استعمال کرنے کے سلسلے کو روکا جا سکے۔

ہمیں اس بات پر بالکل اصرار نہیں ہے کہ معاصر نادرن انڈیا پتریکا نے سکسینہ رپورٹ کے تعلق سے جو کچھ بتایا ہے وہ حرف بحرف صحیح ہے لیکن اگر اس میں کچھ بھی صداقت پائی جاتی ہے تو حکومت کے لئے یہ بات نہایت ضروری بن جاتی ہے کہ وہ انصاف کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے درج ذیل قدم ضرور اٹھائے۔

۱۔ پولیس اور پی اے سی کے عملے نے بدترین قسم کی مسلم دشمنی کا مظاہرہ کیا تھا اس کے خلاف خصوصی عدالت میں بلا تاخیر باقاعدہ مقدمہ چلایا جائے اور مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ موجودہ حالات میں یہ بات اس لئے بھی ضروری ہو گئی ہے کہ پنجاب میں مختلف لوگوں کے خلاف جانبداری کا الزام لگایا جا رہا ہے اور عام طور پر یہ بات کہی جا رہی ہے کہ پولیس دہشت گردوں کے لئے نرم گوشہ رکھتی ہے۔ اور اپنی بے عملی کے ذریعے انہیں بلکہ کبھی کبھی کھل کر ان کی حوصلہ افزائی بھی کرتی ہے۔ اگر یوپی میں پولیس کے خاطی عملے کے خلاف کوئی بھرپور کارروائی کی جاتی ہے تو اس کا اثر لازمی طور پر پنجاب اور ملک کے دوسرے حصوں کی پولیس پر بھی پڑے گا اور اس سے صورت حال کو سنبھالنے میں خاصی مدد ملے گی علاوہ ازیں مراد آباد اور میرٹھ وغیرہ میں تعینات پی اے سی کی بٹالینوں کو توڑنے کے سلسلے میں مسلمانوں کے مطالبات پر سنجیدگی کے ساتھ غور بھی کیا جانا چاہیئے بلکہ مناسب تو یہ ہوگا کہ پی اے سی کی ہیئت ترکیبی، اس کی تربیت کے نظام، اس میں بھرتی کے قواعد و ضوابط اور اس کے فرائض سے متعلق پوری تفصیلات پر از سر نو غور کیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ وہ کون سے محرکات ہیں جنہوں نے اس فورس کو بظاہر قانون شکن اور جرائم پیشہ افراد کے منظم گروہ میں تبدیل کر دیا ہے۔

۲۔ انتظامیہ اور پولیس کے اعلیٰ افسران جو صورت حال کا پیشگی اندازہ لگانے، تدارک کی تدابیر اختیار کرنے اور پولیس اور پی اے سی کو وحشیانہ حرکتوں سے باز رکھنے میں ناکام رہے۔ نیز جنہوں نے یک طرفہ نوعیت کی جھوٹی رپورٹیں مرتب کر کے حکومت اور عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ ان کے خلاف باضابطہ کارروائی کی جائے، انہیں بلا تاخیر معطل کیا جائے اور مجاز عدالتوں میں پیش کیا جائے۔

۳۔ چونکہ معاصر نادرن انڈیا پتریکا کے حوالے سے سکسینہ رپورٹ کے بعض حصے اخبارات میں آ چکے ہیں اس لئے مناسب ہوگا کہ حکومت دیانتداری کے ساتھ اس رپورٹ کو منظر عام پر لائے تاکہ عوام اس کے مندرجات سے آگاہ ہو سکیں۔ اور مراد آباد کے فساد سے متعلق حقائق لوگوں کے سامنے آ سکیں۔ یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ لاکھوں روپے اور وقت صرف کر کے جو رپورٹیں تیار کی جاتی ہیں انہیں عام طور پر سرد خانے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ ان سے نہ تو عوام کو واقف کرایا جاتا ہے اور نہ ہی ان کے مواد کے تعلق سے ممبران اسمبلی اور پارلیمنٹ کو اعتماد میں لینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس طرح یہ رپورٹیں عام طور پر بے معنی اور بے مصرف ہو کر رہ جاتی ہیں۔ اس طرز عمل پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ بہتر ہوگا کہ حکومت ان رپورٹوں کو منظر عام پر لانے کی روش اختیار کرے تاکہ لوگ مجرموں کے اصل چہرے کو پہچان سکیں اور فتنہ و فساد پھیلانے والوں کو محسوس ہو سکے کہ ان کی سرگرمیاں ان کے کریہہ چہرے اور ان کے مذموم عزائم منظر عام پر بھی آ سکتے ہیں۔

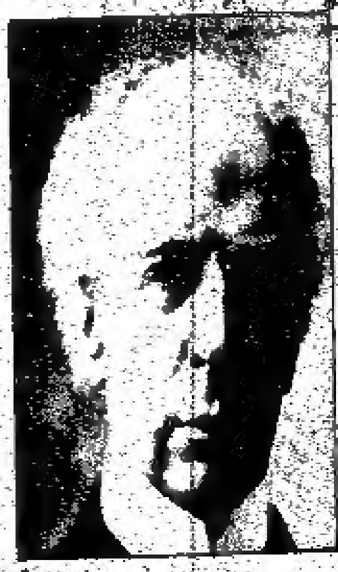
گولڈن ٹیمپل کی بے حرمتی کے بعد ہندوستان میں کسی مذہب کو تحفظ حاصل نہیں رہا۔

Turner on his political heroes

Asked for his off-the-cuff opinions of former prime ministers at a lively University of Saskatchewan bull session, John Turner had this to say:



Macdonald



Laurier



King



Pearson



Trudeau

First of all there's JOHN A. MACDONALD, the political craftsman who led us into Confederation. He understood the need to accommodate the French-speaking and English-speaking partners of this country. He had enough personal credibility with men like George Brown, Joseph Howe and others, strong personalities in their own right, to build unity. He had a sense of humour and knew how to enjoy himself. He suffered a little, sinned a little, and really had the affection of his country as nobody else has, before or since.

SIR WILFRID LAURIER was the first of our great French Canadian Prime Ministers. He understood the delicacy of national unity, the need for the great immigration into the West. Immensely popular in western Canada, Laurier dealt with the difficult issue of conscription. Later in his career he upheld the idea of free trade against protection and coped with the tough issues of language in schools.

He found himself, to an extent, as Mr. Trudeau has, arguing with the nationalists in his own province to provide a greater role for French Canadians in the larger scene of the country. Laurier was probably the greatest orator that Parliament has ever heard...in two languages.

WILLY KING may not have been able to prosper in a television age—the age of the 40-second clip—because King couldn't say anything in less than half an hour. He was a political genius; he understood the coalition that really built the mid-century structure of the Liberal Party in much the same way that Franklin Roosevelt built the Democratic Party in the United States. He built and maintained the alliance in Western Canada, Quebec, parts of Ontario, and the Atlantic provinces.

He kept this country together under tremendous pressures. The conscription crisis during the war was no easy job and only MacKenzie King could have found the phrase "conscription if necessary but not necessarily conscription." He marshalled the strongest cabinet this country has ever seen. He was a Prime Minister with skills who could live with strong men and women around him.

LESTER PEARSON was the man who brought me into politics. I admire his style of liberalism, his international commitment, his style of open government. He brought about the great social revolution of medicare. He used to cuff me around a great deal...he thought I was too impatient ...I'm mellowing a bit.

PIERRE ELLIOTT TRUDEAU—I admire him for a number of things: He secured the position of Quebec in our Confederation. He established the French fact in Ottawa in the government and throughout the federal institutions of our country. He brought back the Constitution, ensured the Charter of Human Rights and Freedoms, and initiated the peace thrust; I think history will be very generous to him.

Canadian Construction Association Promotes Metric

Bob Schuett, newly elected chairman of the Canadian Construction Association, has lost patience with those who would delay and denounce metric conversion. In an interview with Alex Jenkins, editor of Heavy Construction News, he expressed his exasperation:

"Metric conversion? I am totally and unalterably in favour of it. If we procrastinate any longer, we're just pouring money down the drain.

"Anybody who doesn't actively promote metric conversion is doing the industry a disservice. I can't be any stronger than that. I say it quite deliberately, because we looked at it and studied it to death.

"There's a misconception about metric. People forget it was an industry initiative, and it's about damned time that people stopped making a political football out of something that is clearly to the benefit of the industrial infrastructure of the country.

"We should finish the job, and when it's finished, we'll all look back on it and say: 'Well, it's done. Now let's get on to something else.'

"It's nonsense that some politicians are trying to make hay out of whether they can pour imperial gallons. They should realize one thing: they're pouring their imperial gallons into a metric gas tank. The cars that the gas is going into are built in metric, and the gas is probably going through a metric nozzle. They are losing their sense of perspective by playing political games with something that, to me, is clearly a non-political item."

Three medium potatoes weigh about 300 g.

Publisher & Editor
SOHAIL AKHTAR
TEL. (416) 283-7255

پیغامبر

The Messenger

FORTNIGHTLY INDO-PAK NEWSPAPER

100 CARONIA SQUARE, SCARBOROUGH,
ONTARIO, CANADA M1B 2Z8

JULY: 21, 1984

You are the best community evolved for mankind. You enjoin right, forbid wrongdoing, and believe in Allah.

(Al 'Imran: 3,110)

THE ONTARIO GAMES FOR THE PHYSICALLY DISABLED
TORONTO 1984

YOU
CAN HELP MAKE IT HAPPEN

More than 800 volunteers are needed to help operate this year's Ontario Games for the Physically Disabled.

Volunteers to assist the athletes before and after the sporting events. Volunteers to help with organization, registration, meals and transportation. Volunteers to help with social events and the opening and closing ceremonies.

It's a chance to see excellence up close as 400 top athletes from across Ontario show it's the sport and how well you do — not the disability — that counts. Athletes divided into disciplines of wheelchair, amputee, blind and cerebral palsy compete in events such as track and field, swimming, snooker, shooting, wrestling, weightlifting, archery and volleyball.

WHERE & WHEN

Earlscourt Recreation Centre and Park 1369 St. Clair Avenue West
August 9 to 12, 1984

Call 652-0015 for more information on what you can do for the Ontario Games for the Physically Disabled. Call Today.

The City of Toronto Parks and Recreation Department is host to the 1984 Ontario Games for the Physically Disabled.